

جا گئیں ہم کہاں جائیں سائیں جی..... کہاں جی کہاں۔“

مرید دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

مجھے یوں لگتا زہ قبر کی متی ایک بار پھر اندر کی طرف دھنے لگی۔

”دیکھو..... قبر دھنس رہی ہے دھنس رہی ہے قبر۔“

مرید نے چیخ ماری اور ڈیر کے طرف بھاگنے لگا۔

میں چپ چاپ جھاڑی کے پاس بیٹھا تر با قبر آہستہ ہونے لگی پھر مٹی اندر کی طرف دھنے لگی اور تھوڑی دیر بعد جہاں پہلے قبر تھی وہاں ایک گڑھا پڑ گیا۔ میں کچھ دیر وہاں بیٹھا دہا۔ اتنے میں اسماں پر ایک کالی گدھ تاروں بھرے اسماں پر لمبے لمبے چکر لگانے لگی آہستہ آہستہ۔ پہلے وہ دائروں میں ارتی رہی پھر اس نے آتھ کے ہندے جیسی اڑائیں اختیار کر لیں اندھیرا بہت ہو چکا تھا لیکن کالی گدھ صاف نظر آ رہی تھی دھنسی ہوئی قبر سے نگاہیں اٹھا کر میں نے غور سے اس کو دیکھنا شروع کیا۔

دور دور تک پھیلا ہوا تاروں بھرا آسمان اور ایک کالی گدھ جو پر اران میں نیچے اتر رہی تھی آہستہ اس کی آنکھوں میں فاسفورس جل رہی تھی دو نہنے نہنے بلب بغیر پر پھٹا پھٹڑائے چہرہ نیچے کیے کالی گدھ دھنسی ہوئی قبر کی طرح اتر رہی تھی۔۔۔ انج انج میٹر۔۔۔ آہستہ آہستہ۔

-----  
میں شہر کے مشہور سکائی ٹرست کے کلنک سے باہر نکل رہا تھا کہ مجھے آفتاب برٹ ک پر نظر آیا وہ لمبی سیاہ کار سے اتر ارہا تھا ہم دونوں بے ساختگی سے بغلگیر ہوئے۔۔۔ اور درکت کے نیچے کھڑا ہو کر باتیں کرنے لگے۔ پھر یکدم جیسے آفتاب کو کچھ یاد آ گیا۔ وہ بھاگ کر کار تک گیا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے ایک دس سال کے بچے کو باہر نکالا۔ بچہ سہما ہوا اور کمزور تھا اس کا سر باقی دھڑ سے اور آنکھیں چہرے سے بہت بڑی

تحمیں آفتاب نے اسے بازو سے پکڑ کر سڑک کراس کرائی اور پھر مجھ سے مکاٹب ہو کر بولا..... ”میں ذرا سے ویٹنگ روم میں بٹھا آؤں تم مت جان..... پلیز۔“

جن آفتاب واپس لوٹا تو اس کا چہرہ پہلے سے بھی پریشان تھا۔

”کیا تم مستقل طور پر پاکستان آگئے ہو؟.....“ میں نے سوال کیا۔

”وہاں یا روہاں Hsndicaped بچے کے ساتھ گزارنا مشکل تھا۔“

”کیا مطلب؟“

اس کے پیشے میں کچھ ایسی بات تھی جسے دیکھ کر میں پہلے سے ہی گھبرا گیا تھا۔

”میرا بیٹا افرادیم ڈنی طور پر کچھ نارمل نہیں ہے..... وہاں انڈن میں میدیا کل سہوتوں تو بہت تحفین لیکن وہاں کی تعلیم کچھ رنگ و نسل کا اشتیاز..... وہاں اتنی ساری Adjustment ایکل بچے کیسے کر سکتا ہے۔“

”ہوا کیا ہے بچے کو۔“

”اے کواب آتے ہیں..... یہ عجیب عجیب کواب دیکھتا ہے پہلے یہ موٹا تازہ تھا پھر..... ان خوابوں کی وجہ سے اس کا وزن گھٹنے لگا..... آدھا آدھا گھٹنہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہتا..... ہے ڈاکٹر کہتے تھے کہ یہ Catatonic حالت ہے۔“  
آفتاب کی آواز اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

”افرادیم کہا ہے کہ اس نے چاند کو دو نکڑے پوتے دیکھا ہے..... وہ اپنے آپ کو دنیا کا نجات دہندا سمجھتا ہے..... کبھی کبھی وہ فرفر عربی بولنے لگتا ہے..... کبھی عبرانی میں باتیں کرتا ہے..... میں..... اس کے خوابوں سے تگ آ گیا ہون قیوم وہ کہتا ہے کوئی فرشتہ اسے پھل کلانے آتا ہے۔“

تنے کے ساتھ آفتاب نے یوں ٹیک لگالی جیسے جسم کا بو جھا اس کے لیے اٹھانا ناممکن ہو۔

”یہ سب کس چیز کی سزا ہے؟..... کیا مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے کیا میرے

باپ داد کے گناہ نے اسے گھیرے میں لے لیا ہے۔“

کیا واقعی باپ داد کے گناہ Gene mutation کی صورت میں افرائیم پر اثر انداز ہوئے تھے کیا اس کے آبا اجداد نے کیا آفتاں نے کبھی رزق حرام سے اپنے Genes کی ساخت کو اس حد تک متاثر کر دیا تھا کہ آنے والی نسلوں میں دیوانہ پن ظاہر ہونے لگا تھا؟

چھوٹا سا افرائیم دیوانگی کو ورنے میں لایا تھا؟

وہ عشق لا حاصل کے نتیجے کے طور پر تو دیوانہ نہ ہوا تھا؟

جبجو کے اثار بھی اس کی دیوانگی کا باعث نہ تھے۔

پھر پھر؟

کیا موت کا خوف چھوٹے سے بچے کو ہو سکتا ہے؟

ہم دونوں خاموش کھڑے رہے ہیں۔

”یہ کس بات کی سزا ہے قوم بتاؤ۔ تم ہماری جماعت میں سب سے ذہین تھے بتاؤ یہ کس جرم کی سزا مل رہی ہے مجھے؟“

ہم دونوں پھر خاموش ہو گئے۔

”تمہارا کیا خیال ہے کیا بد دعا میں اتنا اثر ہے۔۔۔۔۔“ آفتاں نے مجھ سے سوال

کیا۔

”نہیں سمجھی ایسی نہیں تھی۔۔۔۔۔“ میں نے اسے تسلی دی

اس وقت وہ زرد روڑ کا لکنگ سے باہر نکلا اور برآمدے کے ستون سے لگ کر کھڑا ہو کر آسمان کو تکنے لگا اس کا چہرہ آنکھوں کے مقابلے میں بہت چھوٹا تھا اور سر جسم کے تناسب سے بہت بڑا تھا وہ چھوٹا سا روڑ کا عجیب طور پر سمجھی سے مشابہ تھا۔۔۔۔۔

”اب یہ اسی طرح کھڑا رہے گا آدھا گھنٹہ پونا گھنٹہ سارا دن۔۔۔۔۔“

میں نے آفتاں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔۔۔۔۔ ”آفتاں جو لوگ

اپنے اپ کو نارمل سمجھتے ہیں انہیں دیوانگی سے بہت ڈر لگتا ہے ..... میں بھی نارمل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ اس جسم کے ساتھ مادی ازندگی بسر کرنے کا یہی آسن طریقہ ہے ..... اسی لیے یہاں آتا ہوں لکنک پر ..... لیکن دیوانگی نے انسانیت کو سب کچھ عطا کیا ہے ..... ہر دیوانے آدمی نے ..... دیوانگی کی ایک اور جہت ہے صرف ہم کو اس کا اور اک نہیں ہے ..... جس طرح جسم کی بیماری سے ہم خوفزدہ ہوتے ہیں تو ہسپتال کو دوڑتے ہیں ڈاکٹروں کی طرف بھاگتے ہیں ..... روح جب لفڑی لوی ہوتی ہے تو ہم ایسے ہی خوف زدہ ہوتے ہیں حالانکہ جب روح روح Boundary کراس کر جاتی ہے تو انسانیت کے لیے یہی دیوانہ پن رحمت بن جاتی ہے ..... میں اس سارے دائرے پر گھوم چکا ہوں ..... یقین مانو آفتاب ..... ہر دیوانگی پا گل پن نہیں ہوتی نہیں ہوتی ..... نہیں ہوتی بر دیوانہ آدمی نگہ انسان نہیں ہوتا۔"

"تحبیک یو تھبیک یو ..... تھبیک یو۔"

"جس طرح بیماری موت کی واڈی میں اترتی ہے ..... جسم ریخت کا شکار ہو کہ اسرار کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے ایسے ہی دیوانگی ..... انتہا کی ہو تو رعفان کی سرحدوں کو چھوٹے لگتی ہے پھر مادہ شکل میں بیکار ہو جاتا ہے ..... تم اعتبار کرو تمہارا افرائیم پا گل نہیں یہ ہے ایک اور سمت میں دیکھ سکتا ہے اس کی وہ کھڑکیاں کھل رہی ہیں ..... جو عام صحت ملکند نارمل آدمی میں بند ہوتی ہیں ..... یہ دونوں ابروؤں کے درمیان میں سے دیکھ سکتا ہے تم اسے عرب کے صحراؤں میں لے جاؤ ..... وہاں اس کے لیے بہت کچھ ہے ..... اسے شیر سے مشابہ جبل النور کے سامنے لے جانا ..... یہ تمہیں اس پہاڑ کو دیکھتے ہی وہ سب کچھ بتا دے گا ..... جو کوئی ماہنفیات آج تک نہیں بتا سکا ..... جو کوئی سائنس دان سوچ بھی نہیں سکا ..... چاہو تو اسے رفتہ رفتہ سیرھی سے اتار کر عام پا گل خانے میں ..... ان پا گلوں کے ساتھ بند کر دینا جو مادی دنیا پر بو جھ ہیں

ہو سکتے تو اسے..... اسے وہاں لے جانا جہاں لو ہے کے ہم شکل پہاڑ ہیں سارے میں عصر کے وقت گلابی ہوا چلتی ہے..... خدا کے لیے یقین کرو جسم کی بیماری و قسم کی ہوتی ہے ایک بیماری وہ ہے جو..... جسم کو لاغر ق نحیف کرتی ہے دوسری بیماری سے شفایا ب ہونے پر انسان دو گنا تندروست ہوتا ہے اور دیر تک تندروست رہتا ہے جیسے جسم میں تازہ خون شامل ہو گیا ہو..... دیوان پن بھی دو طور کا ہے یک پا گل پن کی وہ قسم ہے جس سے روح قلب دامغ سب کمزور ہوتے ہیں..... دوسرادیوانہ ہن وہ ہے..... جس سے روح میں توانی آتی ہے وہ ایک ہی جست میں کئی کئی منزلیں پا کرتی ہے..... خدا کے لیے مجھ پر یقین کرو..... تمہارے بیٹھے کا دیوانہ دوسری قسم ہے..... میرا ایمان ہے۔“

اس وقت افرائیم ہم دونوں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی کا چہرہ بالکل زرد تھا آفتاب نے میرا با تھپ پکڑ کر آہستہ کہا۔ ”اے دورہ پر نے والا ہے میں جانتا ہوں۔“

”وہ دیکھے ابو وہ دیکھے آپ کو گند نظر نہیں آتا..... آنٹی اقبال نے جو ساڑھی امی کو دی تھی اس کارنگ کا..... Greenish blue..... ابو آپ کو نظر نہیں آتا وہ گندید اس کے Done کے نیچے چودہ طاق ایک طرف..... اور..... وہ دیکھے ابو اکبوتر اڑ رہے ہیں مدینے کی سڑکوں پر لوگ بھاگ رہے ہیں اس گندید کی طرف..... روی امریکی..... افریقی..... ازان ہو رہی ہے ابو..... آپ کو لوگ بھاگتے ہوئے نظر نہیں آتے؟ کیا آپ واقعی اذان کی آواز نہیں سن سکتے..... وہ دیکھے..... چار مودن ایک وقت میں اذان دے رہے ہیں..... آپ نہیں سن سکتے کیا؟“

”یہ بچمد یعنے شریف گیا ہے؟“

آفتاب نے لفٹی میں سر ہلاایا۔

”ہم نہ ندن سے سیدھے یہاں آ رہے ہیں۔“

”وہ دیکھئے ابو وہ..... ابو..... دیکھیے کون اتر رہا ہے چاند سے؟“ ہم دونوں نے  
چاند کی طردیکھا عصر کے وقت کا پھیکا چاند آسمان پر گم بیٹھا تھا جیسے افراہیم نے اس  
کا کوئی بہت بڑا بھید فاش کر دیا ہو۔

اس وقت کنک کی عمارت کے پیچھے سے اذان کی آواز فیڈ ان ہونے لگی آفتاب  
نے جیب سے رو مال نکال کر اپنی آنکھوں پر دھے لیا افراہیم کچھ دری کا نپٹا رہا اور پھر  
منہ کے بل بجدے میں گر گیا۔

افراہیم خوابوں کی آخری سیرھی پر سر بخود تھا۔

میں پا گل پن کی پہلی اور اسفل ترین سیرھی پر محبوب کھڑا تھا۔

اور ہم دونوں کے درمیان انسان کا مسئلہ ارتقاء پھیکھی کمان کی مانند تناہوا تھا انسان کو  
ایب نارمل سے سورپتا رمل تک پہنچنے کے لیے جانے ابھی کس کس منزل سے گزرنا  
ہے؟